بنی اسرائیل سے متعلق قصص النساء: صحیح ابن حبان کی روشنی میں

محمد نوید *

محمد نواز **

Abstract

"Sahih Ibn-e-Habban" is a scholastic master piece of Imam Ibn-e-Habban in which Ahadith were collected on the base of modern rules and principles developed by himself. Imam Ibn-e-Habban has also discussed the stories of women along with other science and arts through story-telling Ahadith. The word "قصص" (Stories) is from Arabic language, the singular of which is "قصّہ" (story). The original meaning of the word "قصہ" is any narration or event from near past and the same meaning is used in denomination. Human has natural tendency towards stories and narrations. Prophets, Saints and Scholars were intended towards stories and narrations clearly, and they continued their preach and the lessons of didactic and moral aspects. Even, the manners of conduct regarding Quran and Sunnah also inclined to stories and narrations. It's not only enjoyable to read story-telling Ahadith, but moral and didactic lessons might also be obtained through these Ahadith, which may not be obtained by direct preach of exhortations and injunctions sometimes. In the same way Prophetic Ahadith provides preachable discussions regarding the stories of women. Based on this aspect the topic "Preachable Discussions Regarding the Stories of Women in Israelites; A Specific Study of Sahih Ibn-e-Habban" was selected.

Keywords: Hadith, Stories, Women, Preaching, narrations.

* محمد نوید، ریسرچ اسکالر، شعبۂ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف گجرات۔

** ڈاکٹر محمد نواز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف گجرات۔

عورت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، عورتوں کی بابت قرآن وحدیث میں دلچسپ حکایات وقصص مذکور ہیں، انسان فطری طور پر قصص وحکایات میں رغبت رکھتا ہے، انبیا، اولیا اور علماسے عوام الناس تک قصص وحکایات سے دلچسپی کے رجحانات واضح رہے ہیں اور انھوں نے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ قصص وحکایات کے ذریعے پیغام رسانی اور دروس و عبر کا سلسلہ جاری رکھا، یہاں تک کہ قرآن وسنت کا منہج واسلوب بھی قصص وحکایات سے رغبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کے متعلق فرمایا کہ یقیناً ان کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔ (۱)

جس طرح قرآن کریم سے عزیزمصر کی بیوی، حضرت آسیہ علیہاالسلام، حضرت سارہ علیہاالسلام، سیدناموسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور ہمشیرہ، حضرت مریم بنت عمران علیہاالسلام اور ملکہ بلقیس وغیرہا کے قصص پڑھے جاتے ہیں تو نہ صرف ان کو پڑھ کر لطف آتا ہے، بلکہ وہ دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں جو بسااوقات بلاواسطہ اوامر ونواہی سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔ بالکل ایسے ہی احادیث نبویہ ﷺ میں مذکور قصص النساء سے تعلیم، تعلّم، دروس وعبر اور دعوتی مباحث کا حصول ہوتا ہے۔

لفظ "قصص" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا واحد قصہ ہے، زمانہ ماضی کی کوئی حکایت یاواقعہ ہی لفظِ "قِصّہ" کا اصل مفہوم ہے اور عرف میں بھی اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے، جبکہ اس کی جمع "قِصَص" آتی ہے جیسا کہ حِصّہ کی جمع "حِصص" آتی ہے (۲)، تاہم "قِصَص" (قاف کے فتحہ کے ساتھ) مصدر ہے، اور یہ اس خبر کو کہتے ہیں، جس کو بطور قِصّہ وحکایت کے بیان کیا گیا ہو۔ ذیل میں صحیح ابن حبان میں مذکور بنی اسرائیل سے متعلق قصص النساء اور ان کے دعوتی مباحث بیان کیے گئے ہیں، تاکہ نبی اکرم ﷺ کے ان بیان کردہ قصص سے ترغیبات وترہیبات اور دعوتی مباحث کے حصول سے حتی الامکان اخذ واستفادہ کیا جاسکے۔

بنی اسرائیل کی سرکش عورت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پنگھوڑے میں سوائے تین بچوں کے اور کسی نے کلام نہیں کیا، حضرت عیسیٰ بن مریم اور صاحب جریج۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس کو جریج کہا جاتا تھا، وہ ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا، جس میں وہ نماز پڑھتا تھا، جریج کی ماں آئی اور وہ اس وقت نماز میں مشغول تھا، اس کی ماں نے پکارا: اے جریج! لیکن جریج نے جواب نہ دیا، پھر اگلے دن آئی، تو وہ نماز پڑھ رہا تھا، تو اس نے پھر پکارا: اے جریج! جریج نے جواب نہ دیا، پھر تیسرے دن اس کی ماں آئی، تو وہ نماز پڑھ رہا تھا، تو وہ کہنے لگی: اے جریج! جریج نے جواب نہ دیا، (اور دل ہی دل میں کہا) یااللہ (ایک طرف) میری نماز اور (ایک طرف) میری ماں، پھر اس کی ماں نے کہا: اے اللہ جب تک جریج فاحشہ عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے، اس وقت تک اسے موت نہ دینا۔

بنی اسرائیل کے لوگ جریج اور اس کی عبادت کا بڑا تذکرہ کرتے تھے، بنی اسرائیل کی ایک سرکش عورت

تھی، وہ کہنے لگی کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں جریج کو فتنے میں مبتلا کر دوں؟ انھوں نے کہا: یہی تو ہم چاہتے ہیں، وہ عورت جریج کی طرف گئی لیکن جریج نے اس عورت کی طرف توجہ نہ کی ایک چرواہا جریج کے عبادت خانے میں رہتا تھا، اس عورت نے اس چرواہے کو اپنی طرف بلایا اور اس چرواہے نے اس عورت سے اپنی خواہش پوری کی، جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی تو جب اس عورت کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی تو اس نے کہا: یہ جریج کا لڑکا ہے، یہ سن کر لوگ جریج پر ٹوٹ پڑے، دشنام طرازی اور مار پیٹ شروع کر دی اور انھوں نے جریج کے عبادت خانہ کو گرا دیا، جریج نے کہا: بتاؤ تو بھلا، تم لوگ یہ سب کچھ کس وجہ سے کر رہے ہو؟ لوگوں نے جریج سے کہا: تو نے اس سرکش عورت سے بدکاری کی ہے اور تجھ سے لڑکا پیدا ہوا ہے، جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ تو لوگ اس بچے کو لے کر آئے، جریج نے نماز پڑھی، پھر وہ نماز سے فارغ ہو کر اس بچے کے پاس آیا اور اس بچے کو انگلی سے ٹھوکر لگائی اور کہا: اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس لڑکے نے کہا: فلاں چرواہا، پھر لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے، اس کو بوسہ دینے لگے اور اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے لیے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں، جریج نے کہا: نہیں مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، بلکہ تم اسے اسی طرح مٹی کا بنا دو، پھر لوگوں نے اسی طرح بنا دیا۔ (۳)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

ادب کا تقاضا

ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جائیں اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، یا وظیفہ پڑھ رہا ہے، یا قصداً مقام خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے، یا سونے کے لیے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو، جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہو گا، یا اس کو گرانی و پریشانی ہو گی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام نہ کرنا چاہیے، بلکہ چلے جانا چاہیے اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو، تو مخاطب سے پہلے پوچھ لینا چاہیے کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد بات کہہ دے، اس سے تنگی نہیں ہوتی، یا پھر فرصت کا انتظار کرنا چاہیے، جب وہ فارغ ہو جائے، تو مل لینا چاہیے۔ یہ حکم تمام کو عام ہے۔

ماں کی پکار کا جواب دینا عبادت سے بھی افضل

اگر کسی فوراً کام کے پیش نظر، نہ کہ جان بوجھ کر عبادتِ خداوندی سے روکنے کی غرض سے، والدین کوئی کام کہتے ہیں، تو ان کی اطاعت کرنا اور ان کا خیال رکھنا لازم و ضروری ہے، امام ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جریج اگر فقیہ ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ ماں کی بات کا جواب دینا عبادت سے بھی افضل اولیٰ ہے۔ (۴) پس بعض

اوقات بوقت عبادت بھی ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم ہے، جیسا کہ مذکور بالا حدیث مبارک سے درس ملتا ہے۔

والدین کی نافرمانی کا عبرتناک انجام

والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، ماں باپ کی نافرمانی دوزخ کے دروازہ کھلنے کا ذریعہ ہے، ماں باپ کی بد دعا بڑے سے بڑے متقی کو آفت میں ڈال دیتی ہے، جیسا کہ حدیث مذکور میں جریج اسرائیلی نے نماز کی وجہ سے ماں کی پکار کا جواب نہ دیا، تو مصیبت میں پھنس گیا، کہ اسے زنا کی تہمت لگی، لوگوں نے مارا، اگرچہ پھر اپنی نیکیوں کی وجہ سے نجات پا گیا کہ شیر خوار بچے نے اس کی پاک دامنی کی گواہی دی، جس سے اس کی گئی ہوئی عزت واپس آئی، تاہم ماں کی ناخوشی نے اپنا رنگ دکھا دیا، ماں باپ کی نافرمانی ان کی بد دعا سے رب کی پناہ! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے لیے اپنے ماں باپ کے بارے میں مطیع ہو گیا، تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ان (والدین) میں سے ایک ہو، تو پھر ایک دروازہ، اور جو اپنے والدین کے متعلق اللہ کا نافرمان ہو گیا، تو اس کے لیے آگ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر (والدین میں سے) ایک ہو، تو ایک دروازہ، ایک شخص نے عرض کیا: اگرچہ وہ ظلم کریں؟ فرمایا: اگرچہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔[۵]

غیر محرم عورتوں سے پرہیز

غیر محرم عورتوں سے بچنا چاہیے، بالخصوص فاحشہ عورتوں کے بغیر شرعی ضرورت کے نزدیک بھی نہیں آنا چاہیے، اگرچہ جریج نے فاحشہ کی طرف میلان نہ کیا، لیکن فاحشہ نے پھر بھی جریج اسرائیلی کو بدنام کیا، لہٰذا کسی غیر محرم عورت خصوصاً جب وہ فاحشہ ہو، کے پاس نہیں جانا چاہیے، کیونکہ حدیثِ رسول ﷺ کے تناظر میں عورت کے محاسن کی طرف دیکھنا، شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔[۶]

زنا ایک لعنت

حدیث میں مذکور ہے کہ جریج کو بدنام کرنے والی عورت نے چرواہے سے زنا کیا، زنا ایک لعنت ہے، زنا کرنے والے مردوں اور عورتوں کو نبی اکرم ﷺ نے خواب میں برہنہ جسم جلتے ہوئے تنور میں دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا تھا۔[۷] چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سامنے ننگے ہوتے تھے، اس لیے انھیں دوزخ میں ننگا رکھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں، اس سے عصر حاضر کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں، جو نیم عریاں لباس میں باہر پھرتے ہیں، نیز انھوں نے دنیا میں آتش شہوت بے جا بھڑکائی، لہٰذا وہ بھڑکتی آگ میں جلائے گئے، شہوت اپنے محل پر خرچ ہو، تو نور ہے اور بے محل خرچ ہو تو نار۔ آخرت تو دور کی بات، اگر اسلامی قانون کے حساب سے دنیا ہی میں زانی اور زانیہ کو سزا دی جائے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ شادی شدہ ہیں یا نہیں، بصورت اول ان کو رجم کر دیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں

اس کی مثال ملتی ہے،[۸] بصورت دیگر اگر زناکار غیر شادی شدہ ہیں، تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (سو) دُرّے لگاؤ اور تمھیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں (ذرا) رحم نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اہل ایمان کا ایک گروہ ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ کرے۔[۹]

اس فعل (زنا) کا فاحش ہونا، کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں، حدیث پاک ملاحظہ ہو، اگر ذرا بھی کسی کو خلش ہو گی تو دور ہو جائے گی، بقول حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: یارسول اللہ! ﷺ مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجیے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے، اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی محتشم ﷺ نے اسے فرمایا: میرے قریب آجاؤ، وہ نبی اکرم ﷺ کے قریب جا کر بیٹھ گیا، نبی محتشم ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: واللہ! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: واللہ! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی معظم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ واللہ! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی محتشم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی (زنا کے لیے) کسی کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔[۱۰] نبی اکرم ﷺ کے حکیمانہ اور شفقت بھرے انداز نے اس کے سامنے اس فعل کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا، اور شاید ان سطور کو جو بھی پڑھے گا، اس پر اس کی قباحت بالکل آشکار ہو جائے گی۔

زنا کے دوررس برے نتائج

زنا کے دوررس برے نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے، تو واضح ہو گا کہ اس سے موذی بیماریاں بڑی کثرت سے پھیلتی ہیں، عورت کی عظمت کا چاند ماند پڑ جاتا ہے، عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری جنس بن جاتی ہے، پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب سے اس کی سیرت اور اس کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے، اور حرامی

اولاد شفقت پدری سے محروم ہوتی ہے، معاشرے میں بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی، اس کی وجہ سے فتنہ وفساد کی چنگاریاں اٹھتی ہیں اور خاندانوں کے خاندان اس میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں، چند لمحوں کی لذت طلبی کے لیے اتنی گراں قیمت ادا کرنا کون پسند کرتا ہے؟ انھیں قباحتوں اور روح کو زنگ لگانے والے نتائج کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ اس فعل شنیع کا ارتکاب تو بجائے خود، اس کے قریب تک مت جاؤ(۱۱)، یعنی تمام وہ امور جو اس فعل کے ارتکاب پر اکساتے ہیں، ان سے باز رہنے کا تاکیدی حکم فرمایا، بھڑکتے تنگ اور چست لباس سے منع کر دیا ہے، کیونکہ یہ تمام چیزیں جذبات کو اتنا مشتعل کر دیتی ہیں کہ کوئی لاکھ بچنا چاہے، بچ نہیں سکتا۔ کیا حکیمانہ انداز ہے اور حقیقت کی کتنی موثر تصویر کشی ہے، اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

دو عورتوں کی کشمکش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: دو عورتیں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے بیٹے کے بارے میں جھگڑ رہی تھی، انھوں نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ بچہ بڑی کا ہے، وہ دونوں وہاں سے نکلیں، تو حضرت سلیمان (علیہ السلام) فرمانے لگے: داؤد علیہ السلام نے کیا فیصلہ فرمایا؟ عورتوں نے اپنا واقعہ بیان کیا، حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا: چُھری لے کر آؤ، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ "السکین" کا لفظ پہلی مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے سنا، اس سے پہلے ہم چھری کو "مدیہ" کہہ کر پکارتے تھے) ان دونوں میں سے چھوٹی نے کہا: یہ کیا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں، یہ سن کر چھوٹی والی کہنے لگی، یہ اسی کا بچہ ہے (کم از کم زندہ تو رہے گا) آپ اس (بڑی) کو دے دیں، جبکہ بڑی نے کہا: آپ دو حصوں میں تقسیم کر دیں، چنانچہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے چھوٹی والی کے حق میں فیصلہ کر دیا، اور (بڑی) کو کہا: اگر یہ حقیقتاً تیرا بچہ ہوتا، تو تم اس پر کبھی راضی نہ ہوتی کہ ہم اس کی چیر پھاڑ کریں۔(۱۲)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

فیصلے کی اپیل ہو سکتی ہے

حضرت داؤد علیہ السلام کا بڑی کے حق میں فیصلہ فرمانا اس لیے تھا کہ وہ اس بچہ پر قابض تھی، یا اس لیے کہ بچہ اس کا ہم شکل تھا، بہر حال یہ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد سے تھا، وحی الٰہی سے نہ تھا، ورنہ اس کی اپیل نہ ہوتی اور نہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے خلاف فیصلہ فرماتے، معلوم ہوا کہ مجتہد کا اجتہاد بر حق ہے اور انبیاء بھی

اجتہاد فرماسکتے ہیں۔ نیز فیصلے کی اپیل ہوسکتی ہے اور اپیل والا حاکم پہلے حاکم کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے، بشر طیکہ پہلا فیصلہ اجتہاد سے ہوا ہو، وحی سے نہ ہو، کیونکہ وحی کی اپیل ناممکن ہے، لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادے، تو ان کے لیے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، تو وہ یقیناصریح گمراہی میں جاپڑا۔[۱۳]

حقیقت ظاہر کرنے کے لیے کسی کی آزمائش

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو بچے کو دو حصے کرنے کے بارے میں فرمایا، اس قول میں آپ علیہ السلام نے اس بے گناہ بچے کے قتل کا ارادہ نہ فرمایا، بلکہ اس کلام سے ان عورتوں کی شفقت و محبت کی آزمائش فرمائی، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بے قصور کے قتل کا ارادہ کرنا گناہ ہے اور نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں، لہذا معاملے کی طے تک پہنچنے کے لیے بناوٹی حکم صادر کیا جاسکتا ہے۔

کسی کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنا

چھوٹی عورت کا یہ کہنا کہ آپ اس کو دو ٹکڑے نہ کیجیے بلکہ بڑی کو دے دیجیے، یہ کلام اقرار کے لیے نہیں، بلکہ بے قراری میں اضطراب کے طور پر ہے، یعنی آپ اسے قتل نہ کریں، اسی کو دے دیں، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ چھوٹی نے بڑی کے لیے اقرار کر لیا، پھر آپ نے بڑی کو یہ بچہ نہ دیا، بلکہ اس علامت سے آپ نے پہچان لیا کہ دراصل ماں چھوٹی عورت ہی ہے اور یہ کلام بچے کی جان بچانے کے لیے کر رہی ہے۔

اجتہادی خطا پر پکڑ اور مواخذہ نہیں ہوتا

اجتہاد جائز ہے اور کبھی اجتہاد میں غلطی بھی ہو جاتی ہے، جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد میں خطا ہوئی، اجتہادی خطا پر پکڑ اور مواخذہ نہیں ہوتا، بلکہ ایک اجر ملتا ہے۔[۱۴] حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ ٹوٹ تو گیا، تاہم ان سے رب نے پوچھ گچھ نہ کی۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کبھی افضل کے مقابلے میں مفضول کا فیصلہ قوی اور قابل عمل ہوتا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت نبی ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں، ان تمام باتوں کے باوجود عملی فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا گیا، لہذا امام اعظم کے فرمان کے ہوتے ہوئے قولِ صاحبین پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا درست ہے، یہ حدیث اس کا ماخذ ہے۔

لاچار عورت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس مرتبہ سے بھی زیادہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث

سنی کہ بنی اسرائیل میں " ذوالکفل" نامی ایک آدمی تھا، جو کسی گناہ سے نہ بچتا تھا، ایک مرتبہ وہ ایک عورت کے پاس آیا، اس(ذوالکفل) نے اسے اس شرط پر ساٹھ دینار دیے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کردے، جب وہ اس کیفیت پر بیٹھا (جس کیفیت پر مرد کسی عورت کے ساتھ بیٹھتا ہے)، تو وہ کانپنے اور رونے لگی، اس نے پوچھا: کیوں روتی ہو؟ (کیا میں نے تمھیں اس کام پر مجبور کیا ہے؟) اس نے کہا: نہیں، لیکن میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا، مجبوری نے مجھے یہ کام کرنے کے لیے بے بس کر دیا، یہ سن کر ذوالکفل نادم ہوا، اور بغیر کچھ کیے کھڑا ہو گیا،(اور اس سے کہا: جاؤ وہ دینار بھی تمھارے ہوئے)، اسی رات اس کی وفات ہو گئی، صبح کو لوگوں نے اس کے دروازے پر لکھا ہوا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا۔ (۱۵)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

زنا کو چھوڑنے کا انعام

جب موانع زنا اٹھ جائیں، تو ایسے نازک حالات میں گناہ سے ہٹ جانا، بہت بڑا کمال ہے، علامہ الشیخ ابو حامد بیان کرتے ہیں کہ انسان کی تمام شہوات پر شرمگاہ کی شہوت زیادہ غالب وخطرناک ہے اور برانگیختی کی وجہ سے عقل کو زیادہ دشواری پیش ہوتی ہے، پس جس نے محض اللہ تعالیٰ کے خوف سے زنا کو چھوڑ دیا، حالانکہ وہ اس پر قادر بھی تھا، موانع زنا بھی نہیں تھے اور اسباب بھی میسر تھے، مزید بر آں شہوت بھی صادق تھی، تو ایسا شخص صدیقین کے درجے پر پہنچ گیا۔ (۱۶)

اسی لیے ذوالکفل جب رات کو مر گیا، صبح کو لوگوں نے اس کے دروازے پر لکھا ہوا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا۔ عصر حاضر میں یہ کام عام ہوتا چلا جارہا ہے، حتیٰ کہ چکلہ چلانے کا ایک بذاتِ خود نظام موجود ہے، اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہیے اور ڈر جانا چاہیے اور جب بندہ اپنے رب سے ڈر جائے اور نفس امارہ کو خواہشات سے روک دے، تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ (۱۷)

توبہ سب کے لیے

ذوالکفل بڑا گناہ گار تھا، تاہم اس ایک نیک کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت رحیم وشفیق ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے، انھیں بھی جو حضرت مسیح کو اللہ کہتے تھے، انھیں بھی جو آپ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، انھیں بھی جو حضرت عزیز کو اللہ کا بیٹا بتاتے تھے، انھیں بھی جو اللہ کو فقیر کہتے تھے، انھیں بھی جو اللہ کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے، انھیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں سے تیسرا کہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ یہ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم وکرم والا

ہے، پھر توبہ کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اسے دی، جس کا قول ان سب سے بڑھ چڑھ کر تھا، جس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں تمھارا بلند وبالا رب ہوں،(۱۸) جو کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تمھارا کوئی معبود میرے سوا ہو،(۱۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے، تو وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے۔(۲۰)

سو بخشش سے کسی کو ناامید ہرگز نہ کرنا چاہیے، مایوسی کی وجہ سے ننانوے قتل کرنے والا آدمی گناہ پر دلیر ہو گیا اور اس راہب کو بھی قتل کر دیا، مایوس بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے، اسی لیے اسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے ملزم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی میں رکھتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر اور دو چار کو قتل نہ کر دے، بہر حال کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے اور صدق دل سے تائب ہونا چاہیے، فرمانِ الٰہی ہے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(۲۱)

دخترِ فرعون کی خادمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی محتشم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی، دورانِ سفر ایک جگہ سے بڑی بہترین خوشبو آئی، آپ ﷺ نے پوچھا: جبریل! یہ کیسی خوشبو ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی خادمہ اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے، ایک دن یہ خادمہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی، اچانک اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی، اس نے بسم اللہ کہہ کر اسے اٹھالیا۔ فرعون کی بیٹی کہنے لگی کہ اس سے مراد میرے والد ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کہ میں اپنے والد کو یہ بات بتادوں گی؟ اس نے کہا کہ ضرور بتاؤ، فرعون کی بیٹی نے باپ تک یہ خبر پہنچائی، اس نے خادمہ کو طلب کر لیا، جب وہ خادمہ آئی، تو فرعون کہنے لگا: اے فلانہ! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میرا اور تمھارا رب اللہ ہے، یہ سن کر فرعون نے تانبے کی ایک گائے بنانے کا حکم دیا اور اسے خوب دہکایا، اس کے بعد حکم دیا کہ اسے اور اس کی اولاد کو اس میں پھینک دیا جائے، خادمہ نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے، فرعون نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ اس نے کہا: میری ایک (آخری) خواہش ہے، فرعون نے کہا کہ یہ تمھارا ہم پر حق ہے، (ہم ایسا ہی کریں گے) اس کے بعد فرعون نے پہلے اس کے بچوں کو اس میں جھونکنے کا حکم دیا، چنانچہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اس دہکتے ہوئے تنور میں ڈالا جانے لگا، یہاں تک کہ جب اس کے شیر خوار بچے کی باری آئی، تو وہ اس کی وجہ سے ذرا ہچکچائی، (یہ دیکھ کر اللہ کی قدرت سے وہ) شیر خوار بچہ بولا: اماں جان! بے خطر اس میں کود جایئے (کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے ہلکی ہے، چنانچہ اس نے اس میں چھلانگ لگادی)، آپ حق پر ہیں۔(۲۲)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

جان جانے کے خوف کے باوجود کلمہ کفر نہ کہنے کی عزیمت

دشمنانِ ایمان و اسلام مسلمانوں کو قتل کرنے اور ان کو ذلیل کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑتے، جیسا کہ حدیث مذکور میں مخالفینِ ایمان نے طرح طرح کی تکالیف محض ایمان کی بنیاد پر دیں، لہٰذا دشمنانِ اسلام سے محتاط رہنا چاہیے۔ نیز نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سامنے اس واقعے کا ذکر کیا تاکہ اگر ان کو دین کی راہ میں تکلیفوں اور ایذاؤں کو برداشت کرنا پڑے تو وہ ان پر صبر کریں اور ان کے اندر حوصلہ پیدا ہو اور وہ اس کنگھی کرنے والی کو اپنے لیے اسوہ، نمونہ اور اپنا آئیڈیل بنائیں، اور دین حق پر مضبوطی سے جمے اور ڈٹے رہیں اور دین حق کی تبلیغ میں اپنی جان کی بھی پروا نہ کریں اور جس طرح اس عورت نے اپنی کم سن اولاد کے باوجود حق کی راہ میں صبر کیا، حتیٰ کہ اس کو مع اولاد آنکھوں کے سامنے آگ میں ڈال دیا گیا، اور ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

قرآن مجید میں ہے، حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! تم نماز قائم رکھنا اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور (اس معاملے میں) تم پر جو مصیبت آئے، اس پر صبر کرنا، بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ [۲۳] حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا، اگرچہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاؤ، اور جلا دیے جاؤ۔ [۲۴]

جان جانے کے خطرے سے کلمۂ کفر کہنے کی رخصت

اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، تو عزیمت یہی ہے کہ کلمۂ کفر نہ کہے، تاہم جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہنے کی رخصت بھی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا، سوائے اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، ہاں! جو لوگ کھلے دل کے ساتھ کفر کریں، تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ [۲۵]

مومنین کو تکلیف دینے کی سزا

اس حدیث میں فرعون اور اس کے چیلوں نے مومنین کے ساتھ بد سلوکی کی، فرعونیوں نے اور بھی بہت سے ایسے کام کیے ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جہنم کا وعدہ کیا [۲۶]، جس میں ان کے لیے دردناک

عذاب ہو گا، اور دنیا میں بھی اس کو مزہ چکھایا، لہذا حتیٰ الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ دی جائے، اور بے جا تکلیف دینا تو جانوروں کو بھی منع ہے، چہ جائیکہ کسی مومن کو تکلیف دی جائے۔

آزمائش میں صبر

اس حدیث میں مصائب پر اللہ تعالیٰ کی ولیہ کاملہ کے صبر کا بیان ہے، دین کی تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر مصائب آتے ہیں اور خطرے کے وقت بھی اپنے دین کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے دعا کرنی چاہیے، آخری وقت تک بھی صابر شاکر رہنا چاہیے تاکہ یوم قیامت اللہ تعالیٰ سے عظیم اجر مل سکے، یاد رہے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (۲۷)

پستہ قد عورت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی محتشم ﷺ نے دنیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: دنیا بڑی سرسبز و شاداب اور شیریں ہے، لہذا اس سے اور عورتوں سے بچو، پھر نبی محتشم ﷺ نے بنی اسرائیل کی تین عورتوں کا ذکر کیا، جن میں سے دو کا قد اتنا لمبا تھا (کہ دور سے ہی پہچان لی جاتی تھیں) اور ایک چھوٹے قد کی تھی، اس نے (اپنا قد اونچا کرنے کے لیے) لکڑی کی دو مصنوعی ٹانگیں بنوالیں، (اب جب وہ چلتی تو وہ اپنے دائیں بائیں کی عورتیں کے برابر لگتی) پھر اس نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھر دی، اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گذرتی، تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی۔ (۲۸)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل حاصل ہوتے ہیں:

سب سے افضل خوشبو

مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمھاری خوشبو میں سے سب سے اچھی مشک کی خوشبو ہے۔ (۲۹) نیز مشک پاک ہے، اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا جائز ہے، مزید برآں اس کی خرید و فروخت میں بھی کوئی ممانعت نہیں، یہ تمام امور اجماعی ہیں۔ (۳۰)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر

اگر لوگوں کی غیبت سے بچنے کے لیے اس چھوٹے قد والی عورت نے لکڑی کی ٹانگیں بنوائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، تاہم ظاہر تو یہ ہی ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی اس چھوٹے قد والی عورت نے اپنی دو ٹانگیں، جو لکڑی کی بنوائیں،

وہ حسن میں اضافہ کرنے کی غرض سے بنوائیں، اور ایسی انگوٹھی بنوائی، جس کے نگینے کے نیچے سب سے بہترین خوشبو مشک بھر وادی، اس جملے "اب جب بھی وہ کسی مجلس سے گزرتی تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتی اور وہاں اس کی خوشبو پھیل جاتی "سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے کام حسن کی وجہ سے تھے، جو غیر مردوں کے سامنے نہ کرنے چاہییں تھے، اگر حقیقتاً یہی وجہ تھی، تو واضح ہے کہ یہ فعل درست نہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (جب کہ وہ کسی غیر عورت کی طرف بری نظر سے دیکھے، کیونکہ اجنبی عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنا آنکھ کا زنا ہے) اور جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس سے گزرے (اور چاہے کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں) تو وہ ایسی ہے، ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔(۳۱)

جس عورت نے خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس میں اپنے آپ کو جلوہ گاہ بنایا، تو وہ زانیہ ہے، کیونکہ اس نے خوشبو لگا کر غیر مردوں کو اس بات کی رغبت دلائی کہ وہ اس کی طرف دیکھیں اور جب انھوں نے اس کی طرف دیکھا، تو وہ آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہوئے اور چونکہ یہ عورت اس فتنے کا خود باعث بنی ہے، گویا اسی نے زنا کے فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

فاحشہ عورت کی بخشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی محتشم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دن میں ایک کتے کو جو کنوئیں کے ارد گرد پیاس کی وجہ سے اپنی زبان نکالے چکر لگاتے دیکھا، تو اس نے (اپنے موزے میں) اس کتے کو پانی پلایا، پس اس عورت کی مغفرت کر دی گئی۔(۳۲)

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

جانوروں میں اجر اور ان کا حق

جانوروں کو کھلانا، پلانا باعث اجر و ثواب ہے، جیسا کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے، عصر حاضر میں بھی اللہ تعالیٰ کے بعض خاص بندے محض رضائے الٰہی سے چڑیا، یا دوسرے جانوروں وغیرہ کو دانہ پانی ڈالتے رہتے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور اس کا اجر ملے گا۔ نیز شریعت خداوندی میں جانوروں کا حق ادا کرنے کا بھی حکم ہے کہ جس شخص کی ملکیت میں جانور ہوں، ان کے چارہ پانی کا انتظام کرے اور ان کو ناحق مارنے پیٹنے سے پرہیز کرے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جب جانوروں کا مالک جانوروں کا حق ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے وہی جانور (بطور عذاب) اس پر مسلط کر دیے جائیں گے، جو اپنی لاتیں اس کے منہ پر مارتے رہیں گے۔(۳۳)

پس جانوروں سے نرمی برتنی چاہیے، جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے، بعض لوگ جہاں کتا، بلی وغیرہ

نظر آتے ہیں، اس پر پتھر وغیرہ پھینکنا شروع کر دیتے ہیں، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جانوروں کو بلاضرورت مارنے سے منع فرمایا ہے، حدیث مبارک ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یحییٰ بن سعید کے یہاں تشریف لے گئے، یحییٰ کی اولاد میں ایک بچہ ایک مرغی باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول لیا، پھر مرغی کو اور بچے دونوں کو اپنے ساتھ لائے اور یحییٰ سے کہا کہ اپنے بچے کو منع کر دو کہ وہ اس جانور کو مارنے کے لیے باندھے، کیونکہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا ہے، آپ نے کسی جانور وغیرہ کو مارنے کے لیے باندھنے سے منع فرمایا ہے۔[۳۴]

پانی پلانا بھی صدقہ

کسی کو پانی پلانا افضل ترین اعمال میں سے ہے، بلکہ صدقہ ہے، ایک دفعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ صدقہ کون سا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: پانی۔[۳۵] لہذا پانی پلانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ترین سبب قربت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کی مغفرت فرمادی، جس نے کتے کو پانی پلایا، تو پھر اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ جس نے ایک مومن موحد انسان کو پانی پلایا اور اسے زندگی بخش دی؟، بہر حال نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول کے مطابق ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔[۳۶] نیز اس قصۃ الحدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پیاس کی حالت میں راستے پر موجود کنوئیں، ٹیوب ویل، نلکے اور نل وغیرہ سے پانی پی سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ حدیث مذکور میں آدمی نے کنویں سے پانی پیا۔

ماں اور دودھ پیتا بچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کیا: ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار ادھر سے گزرا، وہ اس وقت بچے کو دودھ پلا رہی تھی، (سوار کی شان دیکھ کر) عورت نے دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا، جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الٰہی) بچہ بول پڑا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا، اور پھر وہ دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت کو ادھر سے لے جایا گیا، اسے لے جانے والے اسے لعنت کر رہے تھے۔ ماں نے دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا، لیکن بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا، (پھر ماں نے پوچھا، ارے یہ کیا معاملہ ہے؟ اس بچے نے بتایا کہ) سوار کافر و ظالم تھا، جبکہ عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تو زانیہ ہے، اور وہ جواب دیتی: اللہ میرے لیے کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے، لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے، تو وہ جواب دیتی: اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ میری پاک دامنی جانتا ہے۔[۳۷]

دعوتی مباحث

اس قصے سے مندرجہ ذیل دعوتی مباحث حاصل ہوتے ہیں:

ماں کا دودھ، طاقت سے بھرپور

حدیث میں مذکور ہے کہ ماں اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، عصر حاضر میں بعض عورتیں اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کی غرض سے اپنے چھوٹے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں، حالانکہ ماں کے دودھ میں سب سے زیادہ طاقت ہوتی ہے، عذرِ شرعی کے بغیر ایسا نہ کرنا چاہیے، ماؤں کو اپنے چھوٹے بچوں کو ولادت سے لے کر کم از کم دو برس تک اپنا دودھ پلانا چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔[۳۸]

دعا کامل یقین کے ساتھ

اپنے کسی عزیز کے لیے کسی کی مثل بننے کے لیے اس وقت تک دعا نہیں کرنی چاہیے، جب تک پختہ یقین نہ ہو جائے کہ فلاں بندہ اللہ تعالیٰ کا بڑا مقرب اور خاص بندہ ہے، جیسا کہ حدیث مذکور سے اشارہ مل رہا ہے۔ نیز حدیث مذکور میں چھوٹے بچے نے کلام کیا، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[۳۹]

لعنت کبھی لوٹ بھی آتی ہے

لوگ عورت پر لعنت بھیج رہے تھے، حالانکہ وہ لعنت کی اہل نہ تھی، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی پر لعنت کرے، مگر وہ لعنت کے لائق نہ ہو، تو لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے۔[۴۰] لہذا بے جا کسی پر لعنت نہیں کرنی چاہیے، کیا معلوم کہ وہ لعنت کا اہل ہے بھی یا نہیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے، جو بے جا نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں، جب کہ یہ بات یقیناً درست ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں لعنت کے اہل نہیں ہیں، لہذا جو ان پر لعنت کرے، وہ لعنت الٹی لعنت کرنے والے کے منہ پر پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں سے بچائے۔ آمین

تہمت کی سزا

لوگ اس عورت پر زنا اور چوری کی تہمت لگا رہے تھے، زنا اور تہمت سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے، کیونکہ شریعت اسلامی میں زنا کی تہمت لگانے والے کو ۸۰ کوڑے لگائے جاتے ہیں، فرمان الٰہی ہے کہ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ نہیں لے کر آتے، تو ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ۔[۴۱] لہذا کبھی کسی عورت پر بے جا کسی طرح کی بھی تہمت نہیں لگانی چاہیے۔

بوقتِ آزمائش صبر کرنا

جب اس عورت پر زنا اور چوری کے الزامات لگائے جا رہے تھے، تو وہ عورت کہہ رہی تھی کہ مجھے اللہ ہی کافی

ہے، معلوم ہوا آخری وقت تک صبر و شکر کا دامن نہ چھوڑنا چاہیے، تاکہ یوم قیامت اللہ تعالیٰ سے عظیم اجر مل سکے، فرمان خداوندی ہے کہ صبر کرو، بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (۴۲)

خلاصۂ کلام

صحیح ابن حبان کی روایاتِ مرفوعہ میں مذکور قصص النساء تمثیلی واقعات و قصص پر مشتمل نہیں ہیں، بلکہ نبی محتشم ﷺ کے بیان کردہ سچے ترین واقعات و قصص ہیں، یہ قصص عصرِ حاضر کی خواتین کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے میں از حد ممدّ و معاون ثابت ہوتے ہیں، اس مقالے میں مذکور سات قصص الحدیث اپنے اندر سماجی، تعلیمی اور معاشرتی اسباق سموئے ہوئے ہیں، انسانیت بالخصوص عورتوں کو ان قصص الحدیث کے ذریعہ سے حاصل شدہ تعلیم و تعلّم، ترغیبات و ترہیبات، دروس و عبر اور دعوتی مباحث سے استفادہ کر کے دین و دنیا سنوارنی چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ یوسف ۱۱۱:۱۲

۲۔ الفیروزآبادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، ابوطاہر، القاموس المحیط، بیروت، لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط۸، ۱۴۲٦ھ، ۲۰۰۵ء، ص ٦۱۵

۳۔ ابن بلبان، علی، امیر علاء الدین، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (معروف بہ صحیح ابن حبان)، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط۱، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸ء، کتاب التاریخ، باب المعجزات، حدیث نمبر: ٦۴۸۹، ج۱۴، ص ۴۱۲، ۴۱۱؛ حکم الحدیث: صحیح (ایضاً، ص ۴۱۳، محقق، شیخ شعیب الارنوط)
تیسرا شخص جس نے بچپن میں کلام کیا، کا واقعہ "ماں اور دودھ پیتا بچہ" کے عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، بیروت، دارالمعرفہ، ۱۳۷۹ھ باب: قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب، ج٦، ص ۴۸۲

۵۔ ملا علی، قاری، ابو الحسن، نور الدین، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت، لبنان، دار الفکر، ط۱، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء، کتاب الادب، باب البر والصلۃ، حدیث نمبر: ۴۹۴۳، ج۷، ص ۳۰۹۸

٦۔ الخرائطی، ابو بکر، محمد بن جعفر، اعتلال القلوب، ریاض، مکہ مکرمہ، نزار مصطفیٰ الباز، ط۲، ۲۰۰۰ء، باب: غض البصر عن المحارم ومافیہ من الفضل، ج۱، ص ۱۳۷

۷۔ صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الخوف والتقوٰی، حدیث نمبر: ٦۵۵، ج۲، ص ۴۲۷

۸۔ البخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، کتاب الصلح، باب: اذا اصطلحوا علی

صُلح جَور فالصّلح مَردود، ج۳، ص۱۸۴

۹۔ النور ۲۴: ۲۰

۱۰۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، الشیبانی، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، ط ۱، ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء، مسند الانصار، تتمہ مسند الانصار، حدیث نمبر: ۲۲۲۱۱، ج۳۶، ص۵۴۵

۱۱۔ الاسراء ۱۷: ۳۲

۱۲۔ صحیح ابن حبان، کتاب القضاء حدیث نمبر: ۵۰۶۶، ج۱۱، ص۴۵۳؛ حکم الحدیث: صحیح حسن (ایضاً، تحت الحدیث، ص۴۵۴)

۱۳۔ الاحزاب ۳۳: ۳۶

۱۴۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے، اور اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں، اور اگر اجتہاد میں غلطی واقع ہو تو ایک اجر ہے۔ (صحیح بخاری، كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، بَابُ أَجْرِ الحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ، ج۹، ص۸، ح: ۷۳۵۲)

۱۵۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات و ثوابها، حدیث نمبر: ۳۸۷، ج۲، ص۱۱۱؛ حکم الحدیث: بقول شعیب الارنوط امام ترمذی نے حسن جبکہ امام حاکم و ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ایضاً، تحت الحدیث، ص۲۱۲)

۱۶۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الادب، باب البر والصلۃ، تحت الحدیث: ۴۹۳۸، ج۷، ص۳۰۹۵

۱۷۔ النازعات ۷۹: ۴۱-۴۰

۱۸۔ النازعات ۷۹: ۲۴

۱۹۔ القصص ۲۸: ۳۸

۲۰۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ط۲، ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء، ج۷، ص۱۰۸

۲۱۔ الزمر ۳۹: ۵۳

۲۲۔ صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر و ثواب الامراض والاعراض، حدیث نمبر: ۲۹۰۳، ج۷ ص۱۶۳؛ حکم الحدیث: اس حدیث کی اسناد قوی ہے۔ (ایضاً، تحت الحدیث، ص۱۶۴)

۲۳۔ لقمان ۳۱: ۱۷

۲۴۔ ابن ماجہ، امام، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید، القزوینی، سنن، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي، س،ن، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ج۲، ص۱۳۳۹، حدیث نمبر: ۴۰۳۴

۲۵۔ النحل ۱۶: ۱۰۶

۲۶۔ البروج ۸۵: ۱۰

۲۷۔ الانفال۰۸: ۴۶

۲۸۔ صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، حدیث نمبر: ۵۵۹۱ ،ج۱۲، ص ۴۰۳، ۴۰۴؛ حکم الحدیث: صحیح (ایضاً، تحت الحدیث)

۲۹۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، سنن، بیروت، المکتبۃ العصریۃ، س،ن، کتاب الجنائز، باب المسک للمیت، حدیث نمبر:۳۱۵۸، ج۳، ص۲۰۰

۳۰۔ النووی، امام، ابوزکریا، محیی الدین، یحیی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی ط۲، ۱۳۹۲ھ، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہا، باب استعمال المسک وانہ اطیب الطیب، ج۱۵، ص،۸۰۔۹۰، تحت ح:۲۲۵۲

۳۱۔ ترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسی، سنن، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ط۲، ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء، ابواب الادب، بَاب ماجاء فی کراھیۃ خروج المرأۃ متعطرۃ، حدیث نمبر: ۲۷۸۶، ج۵، ص۱۰۶

۳۲۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات وثوابہا، ج۲، ص۱۱۰، ۱۱۱، حدیث نمبر: ۳۸۶؛ حکم الدیث: صحیح (ایضاً، تحت الحدیث)

اگرچہ صحیح ابن حبان کی اس روایت بنی اسرائیل کے الفاظ نہ ہیں، تاہم در حقیقت یہ روایت بنی اسرائیل کے متعلق ہے، امام بخاری کی حدیث میں " بَغِي مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ " کے الفاظ موجود ہیں(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، حدیث نمبر:۳۴۶۷، ج۴، ص۱۷۳)

۳۳۔ ہمام بن منبہ، ابو عقبہ ، الیمانی الصنعانی، صحیفہ ہمام بن منبہ، بیروت، عمان، المکتب الاسلامی، دار عمار، ط۱، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، حدیث نمبر ۱۷، ج۱، ص۴۷

۳۴۔ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، بَابُ مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ والمجثّمۃ، حدیث نمبر: ۵۵۱۴ ،ج۷، ص۹۴

۳۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، حدیث نمبر: ۱۶۷۹، ج۲، ص۱۲۹

۳۶۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، حدیث نمبر:۵۴۴، ج۲، ص۳۰۱

۳۷۔ صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب المعجزات، حدیث نمبر: ۶۴۸۸، ج۱۴، ص۴۱۱، ۴۱۰؛ حکم الحدیث: صحیح (ایضاً، تحت الحدیث)

۳۸۔ البقرۃ۲ :۲۳۳

۳۹۔ آل عمران۳ : ۱۶۵

۴۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن، حدیث نمبر: ۴۹۰۸، ج۴، ص۲۷۸

۴۱۔ النور۲۴: ۴

۴۲۔ الانفال۸: ۴۶